نقص دور کردیتا ہے، اسی سے علم کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور معلومات میں صحت پیدا ہوتی ہے۔

اقبال اور مغربی فکر تقطیع خورد ضخامت ۱۷۱ صفحات، کتابت و طباعت بہتر، قیمت درج نہیں
پتہ: اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر،

یہ کتاب ان دو توسیعی خطبات پر مشتمل ہے جو پروفیسر سید وحید الدین نے اقبال انسٹی ٹیوٹ کی دعوت پر جون ۱۹۷۸ء میں کشمیر یونیورسٹی میں دیے تھے، پروفیسر صاحب دلی یونیورسٹی میں صدر شعبۂ فلسفہ رہ چکے ہیں، جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے، کلام اقبال پر وسیع عمیق نظر رکھتے ہیں اور تصوف کا ذوق ان کا موروثی اور خاندانی ہے، اس بنا پر ظاہر ہے اس موضوع پر لکچر کے لیے ان سے بہتر اور کس کا انتخاب ہو سکتا تھا۔ لیکن عجیب معاملہ ہے پروفیسر صاحب کے پہلے خطبہ کا آغاز اس جملہ سے ہوتا ہے: "گوئٹے اور نطشے کا اثر اقبال کے فلسفہ کی تشکیل میں اتنا نمایاں نہیں، جتنا کہ ان کے شاعرانہ تخیلات، جمالیاتی تجربہ اور انقلابی محرکات کی نشوونما میں رہا ہے" اس کے بعد کے دوسرے خطبہ کے شروع میں فرماتے ہیں: "یہ تو اقبال کا ہر ناقد و محقق جانتا ہے کہ اقبال کی فکر پر مغربی فلسفہ کا گہرا اثر رہا ہے"، لیکن پروفیسر صاحب کے ہم نام سید عبدالواحد نے انگریزی میں اقبال پر جو ایک معرکہ آرا کتاب لکھی ہے اس کے باب چہارم میں "اقبال اور مغربی فکر" کے زیر عنوان اقبال کے افکار کا مغربی فلاسفہ، نطشے، برگساں، کانٹ، ہیگل اور فشٹے کے افکار سے محققانہ اور تنقیدی مطالعہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہماری بحث سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مغربی مفکرین صرف فشٹے، برگساں اور آئنسٹائن ہیں جن کے افکار اور اقبال کے افکار میں قدرے مماثلت پائی جاتی ہے۔" (ص ۱۴۸) اور نطشے، کلام اقبال پر جس کے اثر کا بڑا چرچا کیا جاتا ہے اس کے متعلق لائق مصنف لکھتے ہیں: "اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اقبال اور نطشے کے بنیادی افکار و نظریات میں ہرگز کوئی مشابہت نہیں ہے، زندگی سے متعلق دونوں کے نقطۂ نظر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔" (ص ۱۳۲)، حقیقت یہ ہے کہ اقبال کا بنیادی فکر ... فلسفۂ حیات و کائنات صرف اور صرف قرآن و سنت، تاریخ اسلام اور تصوف کی

© rasailojaraid.com

بنیادوں پر تعمیر ہوا ہے اور اسی لیے ایمان کامل اور یقین محکم، جذب و وجد، سرشاری و مستی، اور بیخودی و ہشیاری یہ سب ایک ساتھ اقبال کے کلام میں رواں دواں نظر آتے ہیں، اس بنا پر اقبال بے شبہ ایک اعلیٰ پایہ کے فلاسفر تھے، لیکن یونان اور مغرب کے فلاسفہ کی طرح نہیں جو اس دولتِ یقین سے محروم تھے، کیونکہ فلسفہ نام ہی اس علم کا ہے جس میں کوئی بات قطعیت کے ساتھ نہ کہی جائے، البتہ ہاں اقبال فلسفہ کے طالب علم رہے تھے، اس بنا پر ان کے کلام میں اگر معنی و لفظ کے اعتبار سے کسی مغربی فلسفہ کے ساتھ کہیں مماثلت نظر آتی ہے تو اس کو اس مغربی فلسفی کا گہرا اثر کہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شاعر دیوان غالب کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے اشعار میں کہیں "جنت نگاہ" اور "فردوس گوش" کی ترکیبیں بے ساختہ استعمال کر ڈالے تو آپ جھٹ اعلان کر دیں کہ اس شاعر کے کلام پر غالب کے فکر کا بڑا گہرا اثر ہے، بس ہم اس سے تو ہرگز متفق نہیں ہو سکتے کہ اقبال کی بنیادی فکر پر مغربی فلسفہ کا گہرا اثر ہے" اقبال کا بنیادی فکر وہ ہے جو "اسرار خودی اور رموز بے خودی" میں یا ضرب کلیم اور بال جبریل میں نظر آتا ہے، البتہ یہ صحیح ہے کہ اقبال نے اپنے انگریزی خطبات "فکر اسلامی کی تشکیل جدید" میں بحث و استدلال کے لیے جو طریقۂ کار (Methodology) اختیار کی ہے اس کا ہیولیٰ مغربی فکر سے مستعار ہے، اور انھوں نے خطبات میں مغربی فلاسفہ کے حوالے بھی کثرت سے دیے اور ان کے اقتباسات پیش کیے ہیں، اس کے علاوہ اقبال کے منظوم کلام میں ایسی نظمیں بھی ہیں جو بعض مغربی شعراء کی نظموں کا ترجمہ یا ان کا چربہ ہیں، یا اقبال نے اپنے اشعار میں بعض مغربی مفکرین پر تنقید بھی کی ہے۔ مثلاً نطشے کو مجذوب فرنگی کہا ہے، پروفیسر سید وحید الدین نے اپنے ان دونوں لکچروں میں ان تمام مباحث پر مختصر سہی مگر بڑی فاضلانہ اور دیدہ ورانہ گفتگو کی ہے، اس لیے اقبالیات کے طالب علم کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔" (س)

(بقیہ صفحہ ۹۶)

عقلمندی ہے، البتہ ہاں اس قطرہ کا حوصلہ قابل رشک ہے جو دریا کی آغوش میں پہونچ کر لافانی ہو گیا، میں اپنی طبیعت کے اس انداز پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے اب بھی میں اپنے آپ کو ایک ادنیٰ طالب علم سمجھتا ہوں، اپنے علمی اور عملی نقائص کو دور کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہوں، اور خود ...

© rasailojaraid.com